

تحریک انسدادِ گاوِ کشی  
اور  
امام احمد رضا فضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ



جناب زین الدین ڈیروی



# تحریریں انسداد کاوشی

اور

رحمۃ اللہ علیہ

## امام احمد رضا فاضل بریلوی

از جناب زریض الدین ڈیرہ صاحب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہندو مذہب میں گائے کو مقدس و متبرک مقام حاصل ہے وہ وہاں سے لیکر پرانوں، سرستیوں اور ندیوں پر گائیوں میں اس کی پرستش اور عظمت کا ذکر ہے۔ عوام کا تو ذکر ہی کیا، صاحب حیثیت اور بڑے بڑے ہندو بھی اس غلو عقیدت میں مبتلا ہیں۔ لارڈ ویل اپنی ۱۲/۱۵/۱۹۵۳ء کی ڈائری میں لکھتا ہے:

"The Maharaja (of benares) is an Ultra-Orthodox Hindu and Conceives it necessary for his spiritual health that a cow should be the first object he sees every morning".

ترجمہ :- مہاراجہ (بنارس) ایک متشدد راجا عقیدہ ہندو ہے اور وہ اپنی روحانی تسکین کے لیے یہ ضروری خیال کرتا ہے کہ ہر صبح جس پر اس کی پہلی نظر پڑے، وہ گائے ہو۔ (حاشیہ برصغیر آئندہ)

ایک ہندو دوست سے مولانا عبدالحق صاحب نے کہا کہ: "یار تم اتنے پڑھ لکھے ہو اور ولایت پلٹ بھی ہو، یہیں نے یہ رشید ہے کہ تم لگانے کا پیشاب پیتے ہو۔ ہندو دوست نے کہا، مولوی صاحب دنیا کی کسی چیز میں اتنے ڈانسن اور پروٹین نہیں، جتنے لگانے کے پیشاب میں ہیں۔ مولوی صاحب نے کہا: "اس سے زیادہ پروٹین اور ڈانسن تو میرے پیشاب میں ہیں، اگر تم کہو تو میں روزانہ نہیں بھجوا دیا کروں یہ۔"

سوامی نند صاحب کے خیال میں لگانے کا رقبہ ماں کے برابر ہے۔۔

"Every man had three mothers, his natural mother, mother cow and his motherland"

ترجمہ :- ہر شخص کی تین مائیں ہوتی ہیں، اس کی فطری ماں، گھو ماما اور اپنا مادر وطن۔

ڈاکٹر مولوی بکھت ہندوؤں کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے کہتے ہیں: "ہزار ہا سال سے ہندو لگانے کو ایک مقدس جانور سمجھتے رہے ہیں، جس کی ہر قیمت پر رکھنا کرنا ان کے مذہبی فرائض میں سے ہے، یہ عین جذبہ

رحمۃ صفحہ سابقہ ۱۷

Pendral Moon - Wavel the Viceroy's Journal, Oxford University Press Karachi, 1974 Page 65.

رحمۃ صفحہ موجودہ) ۱۷ نصر اللہ خان: کیا قافلہ جاتا ہے، مکتبہ تہذیب و فن کراچی، ۱۹۸۳ء، ص ۳۶، ۳۷

A History of Non-cooperation in the Punjab 1914-24, Superintendent Government Printing Punjab Lahore, 1925 Page

ہندوؤں میں ایک عالمگیر جذبہ ہے اور ہندوؤں نے بسا اوقات گائے  
ذبح کرنے کے مقابلے میں سلطنتوں سے لڑتے دھو لیے کو ترجیح دی  
گئیں۔ کھتا کی خاطر لڑائیاں لڑی ہیں اور حکومتیں خاص اس مقصد کے  
لیے قائم کی ہیں کہ گائے کی مستقل طور پر حفاظت کریں گے۔ اسلئے  
اسلام میں گائے کو دوسرے جانوروں کے مقابلے میں کوئی تمنا حیثیت  
حاصل نہیں بلکہ اس کا گوشت مسلمانوں کی مرغوب غذا ہے اور وہ بقرہ میں ثواب  
عید الفصحی کے موقع پر اس کی قربانی کرتے ہیں۔ عللئے کو اسم نے کھا ہے کہ  
گائے کے بچائے دوسرے جانوروں کی قربانی بھی کی جاسکتی ہے مثلاً  
بھیرا بکری، لیکن اگر غیر مسلم بزور بازو گائے ذبح کر لے سے روکیں تو مسلمان  
پر واجب ہو جاتا ہے اپنی اس دینی رسم کو جاری رکھیں۔ یہی وجہ ہے کہ  
جب مسلمانوں نے ہندوستان میں قدم رکھا تو مذکورہ شرعی حکم سے  
سرمو الخراف نہیں کیا اور ہندوؤں کی مزاحمت کا بنیاد جرات و مردانگی  
کے ساتھ مقابلہ کرتے رہے۔

مغل بادشاہ اکبر کے زمانے میں ملک بھر میں ذبیحہ گاؤں پر پابندی عائد  
کر دی گئی اور گائے کا گوشت حرام قرار پایا۔ ننگران اسی سخت کردہی  
گئی تھی کہ بعض مقامات پر مسلمان گائے ذبح کرتے تو اس کے بدلے میں ان  
کی جان لی جاتی تھی۔ سخت آزمائش کا دور تھا اور اس غیر شرعی حکم کی تعمیل

سے ابوالاعلیٰ مودودی، آفتاب تانہ ادارہ، عارف اسلامی لاہور ۱۹۹۳ء  
ص ۳۵۲ محمد اکرام شیخ، رد و کوثر، فروز سنٹر لاہور، ۱۹۷۰ء ص ۱۳۲

سے گائے کا گوشت حرام قرار دینے کے حکم کے پس پردہ ہندو ذہن کام کر رہا  
تھا۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے خلیفہ صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین  
مراوا آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے کتنے ہتھ کی بات لکھی ہے۔ (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

نہ کر لے گی تو پھر سے کئی مسلمانوں نے جام شہادت نوش فرمایا حضرت محمد  
 الف تمہی رحمۃ اللہ علیہ چونکہ اس مادہ پایابندی کو مدخلیت فی الدین تصور  
 کرتے تھے اور ہندوستان میں ذریعہ گناہ کو شائع اسلام سمجھتے تھے اس لیے  
 انہوں نے شہنشاہ جہانگیر سے ملاقات کے لیے جو شہر آج بھی ان کی تھیں، ان میں  
 سے ایک یہ بھی تھی کہ ذریعہ بقر کے امتناعی احکام منسوخ کئے جائیں جہانگیر  
 نے یہ شہر انعاماً منظور کر لیا۔

انگریزوں کے دور حکومت میں غالباً ملک پہلے ہندو دین پرست تھے جس نے  
 انہیں مخالفین ذریعہ گناہ قائم کی اور منظم طور پر مسلمانوں اور برطانوی حکومت  
 کے خلاف زبردست پروپیگنڈا شروع کیا جس کا مقصد بعض ہندوؤں کے  
 جنگ جو یا مذہبیات کا بھارنا اور ہندوستانی سیاست پر ان کو مسلط کرانا تھا۔  
 انہوں نے اپنی قوت کی بنیاد سیاسی اور مذہبی روایات پر رکھی۔ ذریعہ گناہ کی مخالفت

د بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ ”مسلمان اگر گوشت کھائے تو وہ ہندو کے ساتھ ہیں“  
 میں چلا جاتا ہے۔ (جو اس کے نقطہ سے غلط ہے اور ہندو نہیں جانتا کہ مسلمان  
 اپنا کوئی بھی دینی کام کرنے سے روک دینا صحابہ کے خلاف فاضل مولانا محمد  
 افاضات صدر الافاضل، ادارہ تعمیر و ترویج سواد اعظم لاہور ص ۳۵۱  
 ۳۵۲ برہان الدین احمد قادری، حضرت شیخ احمد سرہندی کا نظریہ توحید، کتب خانہ  
 پنجاب لاہور، ۱۹۳۴ء ص ۳۵۰-۳۵۱ یہی وجہ ہے کہ بدعت جو اصل میں نہ تھی اسے  
 (THE DISCOVERY OF INDIA) مطبوعہ نیویارک، ۱۹۳۱ء میں  
 منسلک بادشاہ انگریز کی بیعت تشریف کی ہے۔ (مغربی عقائد)

(حاشیہ صفحہ موجودہ) یہ کلمہ مصطفیٰ رضا خاں، مصنف اعظم ہند، انصاری الدار کے  
 حصہ اول، انہیں آستانہ المسلمین لاہور، ۱۳۵۳ھ/۱۹۳۳ء میں برہان الدین احمد قادری  
 حضرت شیخ احمد سرہندی کا نظریہ توحید، کتب خانہ پنجاب لاہور، ۱۹۳۴ء میں

اللہ کے پاس ایک ذرہ دست در پیر تھا جو روز بروز ہندوؤں میں جوش کے ساتھ استعمال ہونے لگا چنانچہ نارس میں بھی گنڈو کھنٹی سمجھا قائم ہو گئی اور اس کے اہتمام سے ایک ایسا مرقع تیار کرایا گیا جو انتہائی اشتعال انگیز تھا یعنی ایک گائے ہے جس کے جسم میں بکثرت دیوتا بیٹھے ہوئے ہیں اور تقنوں کے قریب مختلف اقوام و مذاہب کے آدمی ہیں۔ ایک برہمن دودھ تقسیم کر رہا ہے۔ دوسرے گائے کے منہ کے سامنے ہیں۔ ایک کی تھوڑی خنزیر کی اور جسم ایک وحشی کا اور تلوار سے گلے پر حمل کرنا چاہتا ہے، دوسری تصویر ایک برہمن کہ ہے جو جلا اور اور گائے کے درمیان جاٹل ہے۔ دم اور پشت پر کچھ اشوک سفرت میں کھے ہوئے ہیں اور ایک رشی ط تھا اٹھائے جب رہا ہے گائے کے پاؤں کے نیچے قرآن مجید کی ایک آیت لکھی ہوئی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ —

”خدا کے پاس کچھ قربانی اور خون نہیں پہنچتا بلکہ اس ایک تبارِ تقویٰ پہنچتا ہے۔“

یہ تو تھا ملک کا جارحانہ رویہ، لیکن ہندو مسلم اتحاد کے متوالوں نے اس کے مرنے پر کیا لگی کھلائے، وہ قاضی محمد عدیل عباسی کی زبانی سنئے جو اس موقع کے چشم دید گواہ ہیں: —

”یکم اگست ۱۹۳۲ء کو رات بارہ بجکر ۳۰ منٹ پر چانک وہ (ملک) اس دنیا سے گزر گئے، جو عظیم ماتم ہندوستان میں حکمت کی موت پر ہوا، وہ اپنے آپ نظر ہے۔ جب ان کی راکھ دریائے گنگا میں ڈالنے کے لیے لائی گئی تو اس وقت میں یونیورسٹی اسکول آف لاء لاہور کا طالب علم تھا۔ ہم سب لڑکے ہندو اور مسلمان ننگے سر اور ننگے پیر دریائے گنگا کے کنارے تھکے تھے،

ان کے مرنے پر گاندھی جی نے ان کی وراثت اٹھانی چاہی تو کچھ لوگوں نے اعتراض کیا، گاندھی جی نے کہا، ایک محبت وطن کی کوئی ذات نہیں ہوتی اور گاندھی جی، مولانا شوکت علی اور ڈاکٹر کپلو نے اس کے جنازہ کو کسبہ صا دیا۔" ۱۷

معاذ میس پر ختم نہیں ہوا بلکہ ممبران خلافت کمیٹی نے د۔ "حکومت کے مرنے پر ہم میں بروز دنوں جامع مسجد میں سنگسار، سنگے پیر، جمع ہو کر حکمت کے لیے دعا اور فاتحہ اور نماز کا ان کی مغفرت کے لیے اشتہار شائع کیا۔ ۱۸ حکمت کے بعد دوسرے ہندو راہنماؤں کے افکار و نظریات کا مطالعہ فرمایا، اگری بعد ک طرح ہندوؤں نے ایک بار پھر اس خواہش کا اظہار کیا کہ ذبح گاو پر پابندی لگانے کے لیے قانون بنایا جائے لیکن اب وہ کسی اور کے کندھے پر ہندوؤں کو رکھ کر چلانے کی ضرورت محسوس نہیں کر رہے تھے بلکہ ہندو مالویر نے مسلمانوں کے سامنے براہ راست یہ تجویز پیش کی کہ :- "اگر ہندو مسلم بھوتہ کر لیں تو حکومت بھی دیکر گاؤ بند کرنے کا حکم دے گی۔ مسلمان گائے کو ذبح کرنا چھوڑ دیں گے۔ ہر گاؤں میں ہندو جہاں سبھا اور گاؤں سبھا قائم کی جائیں جو گاؤں کو تھاپوں کے ماتھے پٹنے سے روکیں، انہیں مسلمانوں کو رہنمائی کرنے کے لیے گائے کو ذبح کرنے سے روکا جائے۔" ۱۹

اگرچہ یہ بھوتہ ہو سکا لیکن مسٹر گاندھی کے دست و دست پندت

۱۷ محمد عدیل جاسی، قاضی، تحریک خلافت، پرنٹریس کمپنی، لاہور، ۱۹۸۲ء ص ۱۱۱۔

۱۸ محمد مسعود احمد، پرنٹریس کمپنی، ملکوت آباد، اسلام آباد، احمد رضا خان بریلوی، مولانا قیصر و تعاقبات، مکتبہ تنویر لاہور، ۱۳۸۸ھ / ۱۹۶۸ء ص ۱۱۱۔

۱۹ محمد امین زبیری، سیاست طرہ آشتی وفاق، پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۹۱ء ص ۱۵۷۔

سینا دیو نے ۲۷ نومبر ۱۹۴۰ء کو ستر اہم تقریر کے دوران بیان کیا :  
اعمال کیا : —

”جب ہمارے ہاتھ میں اختیار ہو گا، جس قدر قوانین ہم بنا سکیں گے، بنائیں گے، گاؤں کشی کا مسئلہ ہندوستان میں نہایت اہم مسئلہ ہے۔ ہماری متواتر درخواستوں کے باوجود اس بار وہیں گورنمنٹ نے کچھ نہیں کیا۔ تنہا کاٹھا دار میں ہی بہت سی گاؤں آجکے ہوتی ہیں۔ جب قانون سازی کے قوت ہمارے ہاتھ میں آئے گی تو ہم فوراً یہ طے کر دیں گے کہ ہندوستان کے اندر گاؤں کی قربانی نہ ہو اور اگر تم ہماری مدد کرو تو ہم دنیا بھر میں روک سکتے ہیں۔ تم میں یہ قوت ہے کہ جو چاہو کرو ڈالو اگر تم اپنے لیڈروں پر بھروسہ کرو تو تم ضرور ہندوستانیوں کا راج حاصل کر لو گے۔“  
یہ صرف دھمکی نہیں تھی بلکہ کانگریسی وزارت کے دوران صوبہ متحدہ میں قربانی گاؤں کے سلسلہ میں نہایت مصدائد اور اشتعال انگیز کارروائیاں ہوئیں۔ مسلمانوں پر کئی جگہ حملے ہوئے۔ قصابوں سے گائیں جینی گئیں۔ بعض رقبات میں دفعہ ۱۴۳ عائد کو کے قربانی مسدود کی گئی۔ اور ایک مقام مصطفیٰ آباد کے تمام مسلمان مردوں کو جیل بھیج دیا گیا اور عورتوں اور بچوں کا بھی کوئی نگران نہ رہا۔ ایک مسجد میں عبدالغنی کی دانت ستور کاٹ کر ڈال دیا گیا۔ ایک مقام پر عید کی شب زینک نہ پڑھنے دی۔“

”نہ جہاں شے خود پسند ایڈیٹر شریاب (لاہور) کا بیان بھی اسی ذہنیت کی عکاسی کر رہا ہے۔“  
”ہم ہندوستان کو آزاد کرانے میں صرف اسی کی مدد کر سکتے ہیں جو گٹھ رکھنے کے انتظام کی ذمہ داری لے گا۔ ہندوستان اسی امر کا عہدہ کرے گا کہ وہ صرف اسی کو دھڑا دیں گے جو گٹھ رکھنا کو سب سے اول رکھے گا۔“ (کاشی البری، مسلم دنیا،



ہندوؤں کی مسلم دشمنی اس بات سے بھی جہاں ہے کہ متحدہ ہندوستان میں انگریز بھی گائے کا گوشت کھاتا تھا اور گوشت کی تسلی کے لیے ہندوؤں کے پاس تھے۔ آج بھی "سیکولر جراثیم" میں گائے کی جراثیم اور اس کے جراثیم کا کاروبار بڑے بڑے ہندو سینٹر کر رہے ہیں لیکن سترے بس مسلمانوں کو دی جا رہی ہے۔

اس سلسلہ میں چند تہ خواجہ لال نہرو کی جھوٹی ہیں جو جسے کسی نے ایک ٹکرا انگریز واقعہ بیان کیا ہے۔ فرماتی ہیں:-

"ہر دور کے پانڈے ایک وفد کی صورت میں مجھے ملنے آئے اور مجھے ایک درخواست دی۔ اُسے پڑھ کر میں حیران رہ گئی۔ لکھا گیا تھا کہ خواجہ لال نہرو کو کئی ممنوع قرار دی جائے، جہاں مسلمان رہتے ہیں۔ ہر دور کے پانڈے بڑے بین الوقت اور کامیاب تھے۔ انہوں نے پورے ہندو ہندوؤں پر اس حکم کا اطلاق نہ کیا تھا کیونکہ بعض حصوں میں انگریز رہتے تھے اور گائے کا گوشت ان کی خوراک کا لازمی جزو تھا گو یا ان پانڈوں کو انگریزوں پر کوئی اعتراض نہ تھا۔ اعتراض تھا تو مسلمانوں پر۔"

ہندو دنیا کا ذکر ختم کرنے سے قبل ضروری ہے کہ قوم پرست مسلمانوں کے محبوب رہنما مشرعوں میں داسی کریم چند کا نہر محل کے جذبات و احساسات

بقیہ حیات صفحہ ۱۵۹، لاٹ پیٹنگ کمپنی لاہور ۱۹۳۳ء، ص ۱۵۹

محمد امین ذہیری، سیاست، آئین فتاویٰ پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۹۱ء، ص ۱۳

ماہنامہ طلوع اسلام (دہلی) اپریل ۱۹۳۹ء، ص ۶۹

محمد امین ذہیری، سیاست، آئین فتاویٰ پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۹۱ء، ص ۱۶۲، دہلی، صفحہ ۱۵۹

دہلی ہفت روزہ، ۱۹۳۹ء، ج ۱، ص ۱۵۹، دہلی، ۱۹۳۹ء، ص ۱۵۹

ماہنامہ اردو ایکٹ (لاہور) اپریل ۱۹۹۰ء، ص ۱۳۳

پیش کیے جائیں۔

مسٹر گاندھی کا ایک سوانح نگار لکھتا ہے :-

”بیکنے کی ضرورت نہیں کہ گاندھی جی نے بھارت کی سرزمین پر قدم رکھتے ہی یہ ہتھکڑیاں تھاکر وہ لگائے کی حفاظت کے لیے کوئی دقیقہ نہ رہا تھا۔ جیس کرینگے“۔

لگائے سے اپنی عقیدت و احترام کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے کہا: ”میں گھومانا کا ادنیٰ پجاری ہوں جسے میں ماں جیسے تقدس اور احترام سے دیکھتا ہوں“۔

مسٹر گاندھی نے مسلمانوں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لیے تحریک خلافت کی مصنوعی طور پر غیر مشروط حمایت کی تھی لیکن وہ اس وقت بھی لگائے کی محبت سے دستبردار نہیں ہوئے تھے :-

”ان (گاندھی) کا شروع سے یہی عقیدہ تھا کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے اتحاد میں اگر کوئی چیز مانع ہے تو محض ”گھومنا“ ہے۔ گاندھی جی نے کہا تھا کہ ”جاننا کہ گھومانا کی پرستش کے معاملے میں میں کسی ہندو سے بھی نہیں ہوں مگر اس وقت میں مسلمانوں کی طرف جو دستہ تعاون بڑھا رہا ہوں، گھومنا کی مخالفت کو میں مقدم نہیں سمجھتا، غیر مشروط تعاون کا مطلب یہی گھومنا لکھنا ہے“۔

بعض ہندو یہ دیکھ کر مسٹر گاندھی کو تقسیم ہند کا ذمہ دار سمجھتے تھے، اس لیے کہ اُس نے تحریک خلافت جس کا تعلق کسی لحاظ سے بھی ہندوستان سے

۱۔ ماہنامہ اردو ڈائجسٹ (لاہور) مارچ ۱۹۷۷ء ص ۱۷۱

۲۔ ایضاً ص ۱۷۱ سے سردار محمد خان، وجود خیری، حیات قائد اعظم، لاہور

یونیورسٹی لاہور ۱۹۳۹ء ص ۱۵۳

نہیں تھا، کی حمایت کر کے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو اٹھارنے میں مدد کی، حالانکہ یہ الزام قطعاً غلط تھا، اور باتوں کے علاوہ مسٹر پی ہارڈے کے مطابق گاندھی نے خود اس الزام کا یہ جواب دیا تھا کہ وہ مولانا شوکت علی کو مسلسل یہی ذہن نشین کراتے رہے کہ اس حمایت کا مقصد مسلمانوں کی گائے (خلافت) کی حفاظت کے ساتھ ساتھ گٹو مائے کی حفاظت بھی ہے۔

ذبیح گائے کے سلسلے میں مسٹر گاندھی کی عیاری اور دو علی پالیسی کا ایک زبردست دلچسپ واقعہ شاہ محمد حیدر صاحب نے وی نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے :—

”چند سال پیش چھپرے کے ایک محلے میں گاندھی جی نے حضرت قبلہ (سیّد سلیمان صاحب پھلوار دی) کے گھٹے پر گھر کہا تھا کہ ”گائے کی قربانی آپ اپنی قوم سے چھڑوا دیجئے، کیونکہ اس سے ہندو مسلم منافرت بہت بڑھ رہی ہے۔“ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ ”یہ کام میں کوئی لگاؤ اور ایک آپ بھی کیجئے اور وہ یہ ہے کہ اپنی قوم سے بستر پرستی چھڑوا دیجئے، ہندو مسلم میں بڑی وجہ منافرت یہی ہے۔“ گاندھی جی نے کہا، یہ بہت مشکل ہے، حضرت قبلہ نے فرمایا :—

”مشکل تو وہ بھی ہے۔“

پھر اس کانگریس میں جب گائے کی قربانی اور مسجد کے سامنے باج کے سوال پر ایک پکٹ ہونے لگا تو اگرچہ کانگریس اسے منظور کر چکی تھی بقول مولانا محمد علی مرحوم، گاندھی جی نے فرمایا کہ :—

”میں رات بھر اسی الجھن میں گرفتار رہا۔ اس طرح تو مجھے نہایت

لے تفصیل کے لیے دیکھیے۔“

ہے کہ میں بجائے عین وعدہ گار بننے کے اور رکاوٹ بن جاؤں گا۔ گتے  
 کا مسئلہ ایسا ہے جس پر نہیں، نہ کوئی اور چند دھنا منہ ہو سکتا ہے۔  
 آزادی اگرچہ ایک بہت بڑی نعمت ہے لیکن فسر گاہ بھی کے نزدیک  
 یہ اس وقت تک ہے معنی ہوگی، جب تک کہ گتے کا تحفظ یقینی نہ ہو جائے۔  
 اس سلسلے میں یہاں ان کے بیانات سے چند اقتباسات درج کئے جاتے ہیں۔  
 ① ”ہندو مذہب کے نقطہ نگاہ سے گایوں کی حفاظت کس قدر  
 ضروری ہے، صرف نان کو آپریش (ترک موالات) ہی ان کو سوراخ

از بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ۲۔ رئیس احمد جعفری، علی برادران، محمد علی اکیڈمی  
 لاہور، ۱۹۶۳ء ص ۳۶۔  
 (حاشیہ صفحہ موجودہ) ۳۔ ایضاً قائد اعظم اور ان کا خلیفہ، مقبول اکیڈمی لاہور  
 ۴۔ صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہا تحریر فرماتے ہیں  
 ”سوراج کے معنی یہ ہیں کہ ہندوستان سے ہر اس شخص کو نکال دیا جائے جس کو  
 ہندو اپنے خیال میں غیر ملکی سمجھتے ہیں یا تاریخ کو ڈالا جائے یا دین و ملت سے مراد  
 کر کے غلام بنایا جائے اور انچھوت قوموں کی طرح کتوں اور موذی جانوروں سے  
 بدتر زندگی بسر کرنے پر مجبور کیا جائے۔ یہ سوراج اگر یہ قوم (ہندوؤں) کو جان سے زیادہ  
 عزیز ہے اور وہ اپنی جانیں اس کی جینٹ چڑھانے کے لیے تیار ہیں (مجموعہ واقعات  
 صدر الافاضل ص ۲۵۶)

انفوس کہ یہ بات قوم پرست کا تحریری عملوں کی بجائے میں نہ آ سکی، اس  
 سے بھی زیادہ انفوس پاکستانی فکر کاروں پر ہے جو وہ قومی نظریہ کے بانی پسندوں  
 کا تذکرہ کرتے وقت امام احمد رضا فاضل بدایونی، مولانا محمد نعیم الدین  
 مراد آبادی اور دیگر سنی اکابرین کو نظر انداز کر دیتے ہیں (مترقب غفرلہ)

حاصل کرنے میں مدد دے سکتا ہے اور سوراخ کے ذریعہ وہ گائیروں کی حفاظت کر سکیں گے اور اسلئے

- ④ گائیروں کی حفاظت کا مسئلہ سوراخ کے مسئلے سے کم نہیں اور ہم سوراخ حاصل نہیں کر کے جب تک کہ گائیروں کی حفاظت نہ کر سکیں گے۔
- ⑤ ”جب تک ہندوستان میں ایک گائیروں سے بھی ذخیرہ ہوتا رہے گی اس وقت تک اس ملک کو حقیقی معنوں میں آزاد منظور نہیں کیا جائے گا۔“

مسٹر گاندھی اگرچہ پوری عمر ”عدم تشدد“ کا پرچار کرتے رہے، یہاں تک کہ جنگ عظیم دوم کے دوران انہوں نے اس وقت کے وائسرائے ہند کے پاس جا کر اسے مشورہ دیا تھا کہ برطانوی عوام کو ہتھیار ڈال کر ہٹلر کا مقابلہ راجدھانی قوت کے ساتھ کرنا چاہیے۔ لیکن گائیروں کا مسئلہ ان کی نظر میں اس قدر خاص نوعیت کا تھا کہ وہ اس سلسلے میں مطلوبہ نتائج حاصل کرنے کی خاطر طاقت استعمال کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے۔

- ① دسمبر ۱۹۱۹ء میں ہیریوٹن ٹرین کا نفرین کے صدر کی حیثیت سے (مسٹر گاندھی نے) اہل ہند کی روحانی اصلاح کے لیے ایک طویل قرار داد پیش کی جس کے ذریعہ سے ہندوؤں، ریشیوں، مہاراجگان اور والیان ملک کا شکر یہ ادا کیا جنہوں نے اپنے مذہبی اثر سے پانچواں (تشدد کے ذریعے) رسم سترہائی کے انداز میں امداد کی تھی اور آئندہ کے لیے اس قسم کی کوششوں کے جاری رکھنے کی استدعا کی۔

۱۔ محمد امین زبیری، سیاستِ ملہ، آتش فشاں، جلی کیشور لاہور، ۱۹۹۱ء، صفحہ ۱۳۱۔

۲۔ ایضاً صفحہ ۱۵۱۔ اسرار الرحمن بخاری، اسلام اور مذاہبِ عالم، نیشنل بکس، لاہور۔

۳۔ جے ایچ ایل کلیم آزاد، مذہب و تمدن، فریڈم رائٹنگ، اورینٹ بکس، لینڈ ٹاؤن، لاہور۔

۴۔ ۱۹۵۳ء، رئیس احمد جعفری، اوران کم لٹریچر، محمد علی ایڈیٹری لاہور، ۱۹۶۸ء، صفحہ ۳۱۰۔

② ”مشرک نہ تھی نے کہا، ”کسی نہ کسی طرح بذریعہ قانون گٹھ جوڑنے کی جلتے گی۔“

③ ایک اور موقع پر کہا، ”گٹھ کی حفاظت دنیا کے لیے ہندو ازم کا کٹھن ہے اور ہندو ازم اس وقت تک زندہ رہے گا جب تک گٹھ کی حفاظت کرنے والے ہندو موجود رہیں گے اور اس کی حفاظت کا واحد طریقہ یہ ہے کہ اس کے لیے جان قربان کر دی جائے۔“

④ ”مشرک نہ تھی کے نزدیک ”گٹھ پوچھ ہندو کی فطرت میں داخل ہے جہاں تک مجھے علم ہے ہندو باوجود اپنی قوم رومی کے عیسائیوں اور مسلمانوں کو گٹھ ہستی سے باز رکھنے کے لیے طاقت استعمال کرنے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔“

امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کے مخالف بنسبت مسلمان پٹروں اور مولویوں کے ”جہانما“ تو اس حد تک جانے کو بھی تیار تھے کہ گٹھ کو کیا ہے کی خاطر مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے۔۔۔ ”اگر مجھے یہ اختیار دیا جائے کہ میں گٹھ کو قربان کر کے مسلمانوں کو بچاؤں یا مسلمانوں کو قربان کر کے گٹھ کو بچاؤں تو میں دوسری بات کو ترجیح دوں گا۔“



۱۔ مابین احمد طلوع اسلام و دہلی محرم الحرام ۱۳۵۸ھ / مارچ ۱۹۳۹ء ص ۸۶۔  
۲۔ ڈی ٹیکل احمدیاد، اجماع کلام آراء کے انکشافات، شبلی بی کھنٹر گراہی ۱۹۸۸ء ص ۱۵۰۔

J.F.C. Fuller : India in Revolt, Eyre and Spottiswoode (۱۹۰۶ء)

Publications Limited London Page - 160.

۳۔ جی انا، قائد اعظم جناح، ایک قوم کی سرگزشت (سترجمہ رئیس احمد موسیٰ) (فیروز سنز لاہور)

۴۔ مابین احمد اردو ڈائجسٹ (لاہور) مارچ ۱۹۷۸ء ص ۱۷۵۔

پیشانی لکھنے کے بعد امید تھی کہ ہندو مسلم نزاعات و فسادات کا خاتمہ ہو جائے گا اور تعلیم یافتہ جماعت عوام کو امن و آسوش کی جانب مائل کرنے کی سعی کرے گی لیکن ہندو پیشانی کی روشنائی بھی خشک نہ ہونے پائی تھی کہ ذبیحہ گھاؤ پر آ رہا وہاں اور کشاپور میں سخت خونریز فسادات ہوئے، ہندو سیاستین میں سے کچھ تو خاموش رہے اور کچھ نے بے جا حمایت و طرفداری کی تاہم مسلم زعمائے سیاست اس آگ کو بجھانے ہی کی کوشش کرتے رہے۔

بدقسمتی سے تحریکِ خلافت اور تحریکِ ترکِ موالیت کے دوران بعض مسلمان یٹروں اور علماء و گھرانے والے حضرات نے مدعی شست اور گواہ چیت جیسا طریقہ عمل اختیار کیا اور ”ہندو مسلم اتحاد کے متعلق جو بھتا وین و تعاریز ہوئیں۔ ان کا یہ اثر مرتب ہوا کہ ہزاروں مسلمانوں نے قربانی گھاؤ سے احتراز کیا، مسلمانوں نے مسلمانوں سے گائیں چھین کر ہندوؤں کو دے دیں۔ قصابوں کو ذبیحہ گھاؤ سے روکا گیا۔ رضا کادل نے چھری کے نیچے سے قربانی کی گائوں کو چھڑایا اور اگر ذبح ہو چکی تو اس کو بیکار کر دیا۔“ اس کا اعتراف مشہور ہندو کانگریسی لیڈر راجندر پرشاد نے اپنی کتاب ”Gandhi Divided“ میں صفحہ ۱۲۲ پر کیا ہے۔

مشہور و معروف صحافی اور روزنامہ ”زمیندار“ فارمور کے ایڈیٹر ظفر علی خان نے فرمایا۔

”ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ گائے کی قربانی فرض نہیں اور جب قربانی کے لیے دوسرے جانور مل سکیں تو گائے کی قربانی پر اصرار کر کے اپنے ۲۳ کروڑ ہمسایہ بھائیوں کا دل دکھانا کہاں کی دانش مندی ہے؟“

ڈاکٹر محمد امین ذبیری، سیاست و ملیہ، آئینہ نشان پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۱ء صفحہ ۳۶۔

ڈاکٹر ایضاً صفحہ ۳۶۔

ڈاکٹر رشید محمود، راجا، تحریکِ ہندوستان، ۱۹۶۲ء، مکتبہ عالیہ لاہور، ۱۹۸۸ء صفحہ ۴۳۔

ابوالکلام آزاد نے ذبیحہ گاؤں کے مسئلہ کا حل پیش کرتے ہوئے کہا :-  
 ”اس تمام قضیہ کا حل صرف اس بات میں ہے کہ ہر شخص اپنے حقوق  
 پر زور دینے کی بجائے اپنے فرائض کی تکمیل کے لیے تیار رہے۔“  
 مولوی عبید اللہ سندھی، جسے ان کے معتقدین ”امام انقلاب“ سے  
 کم درجہ دینے کو تیار نہیں، کو مشرکین ہند کی دہلوی کسی قدر عزیز تھی، اس  
 کی تفصیل کا موقع نہیں، البتہ ذبیحہ گاؤں کے مسئلے ان کے درجہ ذیل ارشاد  
 میں ایک جھلک دیکھی جاسکتی ہے :-

① ”میں نے حضرت شیخ الہند سے ایک موقع پر عرض کیا تھا اور  
 یہ ۱۹۱۵ء سے پہلے کی بات ہے کہ مسلمانوں کو ہندوؤں کے مذہبی جذبات  
 کے خیال سے از خود ان کے مقدس مذہبی شہروں، جیسے متھرا اور بنارس  
 میں گھاؤ کشی بند کر دینی چاہیے۔ میں نے کہا تھا کہ اس کا بڑا اچھا اثر پڑے گا۔  
 اور انگریزوں کے خلاف ہماری جدوجہد آزادی کو اس ہندو مسلم دلی قربت  
 واجتماعی میل ملاپ سے بڑا فائدہ پہنچے گا۔“

② ”میں نے امیر امان اللہ خاں سے کہا کہ افغانستان میں اعلان کر  
 دو کہ گھاؤ کشی افغانستان میں منع ہے، اس پر امیر امان اللہ خاں نے بذریعہ  
 اعلان عام ملک میں احکام جاری کر دیئے کہ افغانستان میں گھاؤ کشی منع ہے،  
 اس کے بعد گاندھی جی نے ایک تقریر میں کہا کہ مسلمانوں میں اگر امیر امان اللہ  
 خاں جیسا قانونی بادشاہ ہو جائے تو ہماری گائیں بچ جائیں گی۔“

مولانا عبدالرشید ارشد، جس بڑے مسلمان، مکتبہ الرشیدیہ لاہور ۱۹۸۶ء ص ۳۵۵  
 مولانا محمد سرور، پروفیسر، افادیت و ملحوظات مولانا عبید اللہ سندھی، سندھ  
 ساگر اکادمی لاہور ۱۹۸۷ء ص ۳۳۳ عبد اللہ بناری، مولانا عبید اللہ سندھی کی  
 سرگزشت کابل، قومی ادارہ بلوئے تحقیق تاریخ و ثقافت اسلام آباد، ۱۹۸۰ء ص ۱۹۹



۲۸ جولائی ۱۹۲۱ء کو کراچی میں منعقدہ آل انڈیا خلافت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مولوی محمد صادق نے اپنے صدارتی خطبہ میں کہا:۔  
 ”ہندوستان گائے کی مذہبی حیثیت سے عزت کرتے ہیں، اس لیے قدرتا ان کو گاؤ گشتی سے تکلیف دہتی ہے اور وہ دل سے چاہتے ہیں کہ مسلمان اس کو ترک کر دیں..... ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ کی شریعت نے ہمیں اس کے کھانے پر مجبور نہیں کیا ہے اور یہ نہیں بتایا کہ گاؤ گشتی سے ہم مسلمان نہیں رہیں گے اور جب ایسا ہے کہ گائے کا گوشت کھانا ہمارے لیے جائز اور ہماری مرضی پر منحصر ہے تو پھر اگر گائے کے گوشت کے بجائے دوسرا گوشت استعمال کریں تو ہمارے لیے کوئی مذہبی ممانعت نہیں..... اس سلسلہ میں بعض سربراہان اور وہ مسلمان بزرگوں نے اچھی گوشیش شروع کی ہیں اور ان کے مساعی کے نتائج بھی اچھے نکلے ہیں اور محسوس ہوا ہے کہ مسلمان بھی ہندوؤں کی محبت اور ہمدردی سے متاثر ہو کر اپنی داور بیگانگی کا قدم بڑھا رہے ہیں اور اس اتحاد و اتفاق کے اثرات اس قدر دور دور تک پہنچے ہیں کہ امیر اسلام حضرت غازی ابان اللہ خان علیہ اللہ ملکہ نے بھی اپنے ملک (افغانستان) کے ملاؤں کے مشورے سے گائے کا کاشانہ کر دیا ہے اور یقیناً یہ بات ہماری ملی تحریکات کی کامیابی کو قریب تر کر دے گی۔“  
 جمعیتہ العلماء ہند نے ۱۹۲۱ء میں اپنے ایک اجلاس میں ایک قرارداد منظور کی کہ:

”ہندوستان کے مسلمان گائے کے بجائے جیڑ بکری کی قربانی کیا کریں۔“  
 اس قرارداد پر جماعت اسلامی کے آرگن ہفت روزہ ”آئین“ نے تبصرہ

۱۔ جیڑ بکری گندہ کراچی ۱۳۰۱ھ جو ہر نمبر ۳۸۷-۳۸۸

۲۔ انوار الحسن: تجلیاتِ عسکری، بکوالہ، کتب خانہ احمد رضا بریلوی، ص ۱۲۳  
 تصدیقات از پروفسر محمد مسعود احمد، مکتبہ المدینہ لاہور، ۱۹۸۸ء ص ۱۲۳

کیا ہے : —

”ایسی قرار داد پاس کرتے ہوئے اتنا نہیں سوچا جاتا تھا کہ اگر ہندوؤں کو خوش کرنے کی یہ راہ اختیار کر لی گئی تو کیا وہ صرف اتنی بات پر خوش ہو جائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ اس راہ پر چلنے کے بعد مسلمانوں کو ہندوؤں کی دلجوئی کے لیے بہت سے ایسے کام کرنے پڑے جو پہلے خوشنماں کے لئے تھے۔“

جنیت علماء (ہند) کے اجلاس میں مراد آباد کی استقبالیہ کمیٹی کے صدر مولانا عبد السلام صاحب نے اپنے خطبہٴ صدارت میں فرمایا : —

”میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ صاحب کے سامنے ہندوؤں کا باجہ بھانا مسلمانوں کے مذہبی حقوق میں کس طرح داخل اندازی کا موجب ہو سکتا ہے نیز یہ بھی کہ اگر مسلمان ہندوؤں کے مذہبی جذبات کی خاطر گلے کی قربانی بند کر دیں تو ان کا یہ ظر عمل اسلام کو کیا نقصان پہنچائے گا؟“

آخر میں مولانا عبد الباقی فرحتی محلی کا فتویٰ پیش کیا جاتا ہے : —  
 وہ مسلمانوں کا مقدس فریضہ ہے کہ وہ قربانی کا دوسرے احترام کریں اور صرف اس وجہ سے کہ کروڑوں ہندو بھائیوں کے جذبات کا احترام ضروری ہے بلکہ اس وجہ سے کہ قرآن مجید کا واجب العمل فرمان یہی ہے : ”تھے“

۱۔ بیعت روزہ آئین (۱۲ نومبر ۱۹۴۰ء) اشاعت خاصہ ۱۹۴۰ء

۲۔ ماہنامہ طلوع اسلام (فروری) جولائی ۱۹۴۱ء ص ۲۱

۳۔ ایچ بی خان و برصیر پاک و ہند کی سیاست میں علماء کا کردار، قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ و ثقافت اسلام آباد، ۱۹۴۵ء ص ۳۳۰ مسلمانوں کے اس فریضہ کے پیش نظر ہمارے کرشن ناڈیر کاوش لاہور نے مولانا عبد الباقی کے نام ایک خط لکھا جس میں ٹیڈر کشتا کی حمایت میں ایک مضمون لکھ کر بھیجے جس کی فرمائش کی ذمہ داری مولانا

فی ظاہر واضح رہے کہ بعد میں مولانا موصوف نے ہندو مسلم اتحاد سے متعلق تمام غیر شرعی امور سے واقفیتی ظاہر کر کے اپنا توہم نامہ شائع کروایا تھا اس لیے اسے تاریخی واقعہ کے طور پر پڑھا جائے درست فہم رکھنا

اب جب جو کچھ لکھا گیا ہے اس کے لیے یہ بات نکھر کر بیان آجاتی ہے کہ جہاں تک مذہبی گٹھ جوڑ کا تعلق ہے، تحریک خلافت و ترک عادات کے جذباتی دور سے فائدہ اٹھا کر مسٹر موہن داس کرم چند گاندھی اور داس کے رفقاء نے کاسے مسلمانوں کے معروضات و نقطہ رویوں کو اس بات پر آمادہ کر لیا تھا کہ وہ اس شعائر اسلام کو بجا دینے کے لیے ان کے ہمنوا بن جائیں۔ اس سلسلے میں سیاسی لیڈروں کی کٹائی بھی اگرچہ قابل گرفت تھی لیکن مذہبی راہنماؤں کا سمجھنا کہ گاندھی جی ہندوستان پر یقیناً خدا کی موت ناک امر تھا۔

یہ اس دور کی رہنمائی ہے جب ہندوستانی مسلمان برہمن کے بھلے جوش سے کام لے رہے تھے، انہیں ہر وہ شخص انگریز کا ایکٹ معلوم ہوتا تھا جو غیر شرعی افعال پر ٹوکتا اور ہندوؤں کے مذہب و عزائم سے آگاہ کرتا، اس طرح گویا شرعی مناسکی پر سمجھوتہ کرنے والوں کی جھلکی اسی میں تھی کہ وہ جاسوسی اختیار کر لیتے۔ بصورت دیگر اپنی عزت، شہرت، وقار اور ہر وہ عزیز سب سے اچھوڑ دیتے۔

امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ، ان کے خلفاء اور ہم مسلک حضرات نے کتنا حق کے بھلے فتنہ حق بلند کیا، غرض نہایت سے تمام حالات کا جائزہ لیا جائے تو یہ فیصلہ کرنے میں کوئی وقت پیش نہیں آتی کہ ان حضرات کی یہ خدمات و قوی نظریہ کیریوان چڑھانے میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔

تحریک خلافت، تحریک ترک عادات اور تحریک پاکستان میں امام احمد رضا فاضل بریلوی نور اللہ مرقدہ اور ان کے محققین نے جو قویہ

اختیار کیا اور مسلمانوں کی ہر وقت صحیح راہنمائی کی، اس موجود پر ایک  
مطلوبہ مقالہ زیر ترتیب ہے، سر دوست انداؤ گاؤ کشی کی تحریک کو کام  
نہانے کے سلسلہ میں ان حضرات نے مذکورہ دور میں اور اس سے قبل جوشاوار  
خدمات سر انجام دیں، ان کی چند جھلکیاں یہیہ قارئین ہیں۔

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت کا اصل بریلوی قدس سرہ العزیز کے ایک  
مصدقہ پروفیسر سید محمد سلیمان اشرف مرحوم نے، ہندوؤں کی اس بدعت  
پر کہ مسلمان ان کی دل آزدہی کا خیال رکھتے ہوئے ذبح نہ کرک کر دیں  
تحریک کی اور دکانوں سے مابہت کیا کہ یہ صرف ان کی ہٹ دھرمی ہے۔  
اپنے رسالہ ”الرشاد“ میں ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں۔

”کیا ستم ہے، گائے کے سوا دیگر حیوانوں کا ذبح کرنا اکثر ہندو  
جائز رکھتے ہیں۔ اس کا کھا کھاتے ہیں اور اس کا گوشت کھاتے ہیں،  
اس وقت اس طبقہ ہندو کا کیوں لحاظ نہیں کرتے جو قطعاً کسی جاندار  
کو قتل کرنا گناہ عظیم جانتے ہیں، شاید اس کا سبب وہی جواب ہوگا گائے  
دیوتا ہے، متبرک ہے، اس کا جواب ابتدا میں گزشتہ اوش کرچکا ہوں اور  
پھر کہ ہوں کہ انصاف کا یہی فیصلہ ہے کہ اپنے معتقدات کی رعایت خود  
صاحب عقیدہ کو چاہیے، دوسرے مذاہب سے اپنے معتقدات و خواہشات  
کا مقابلہ اسی حد تک نہ کیجئے جہاں تک دوسرے اہل مذہب کے دین اور  
معاشرت میں خلل اور تکلیف نہ واقع ہو، اس سے زیادہ طلب کرنا ہٹ  
دھرمی اور ذہن بدستی ہے۔“

پروفیسر صاحب نے مسلمانوں سے اپیل کی تھی کہ ”ہندوستان میں گائے  
کی قربانی کا آج تک باقی رہنا ہمیشہ باقربانیوں کا نتیجہ ہے، ان گراں بہا

قربانیوں کے حقوق اگر ادا نہ کیجئے تو کم از کم اُسے بلامیٹ بھی نہ کیجئے۔

ہندوؤں کی برہمنیت اور ظلم و ستم کا تذکرہ کرتے ہوئے پروفیسر صاحب رقمطراز ہیں :—

”انصاف کیجئے، عید مسلمانوں کی ایسی مسرت کا دن ہے کہ ساری خوشیاں اسی سے تشبیہ دی جاتی ہیں۔۔۔۔۔ عین اس موقع پر ملکی بھائیوں کی طرف سے حق و وطن و حق ہمسائیگی اس صورت میں ادا کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں کی لاشیں خاک و خون میں تر پتی ہوتی ہیں، عورتوں کی عصمت خوار ہو جاتی ہے۔ بچے قیم بنائے جاتے ہیں، بیٹیاں بیوہ کی جاتی ہیں، مساجد کی بے حرمتی کی جاتی ہے، گاؤں کو لٹے جاتے ہیں، مکان جلانے جاتے ہیں، عشرت کار و زنا تم کا دن بنا دیا جاتا ہے اور پھر ماتم بھی کیا، مال کا، جان کا، عزت و آبرو کا، دین و ایمان کا۔ ان سب مظالم کی اگر علت دیکھئے تو وہی فرضی یا دہی دل آزاری میں مسلمانوں نے اپنی ملکیت میں تصرف کیوں کیا، ایک جہاد کیوں بجالائے، خدا کے نام پر گائے کیوں قربان کی گئی؟“

مشہور ہندو لیڈر سوامی دیانند کا بیان ہے کہ ”ہند کی رُو سے دریغ گائے کے جرم میں ہزاروں اور لاکھوں انسانوں کو ذبح کر کے کئے کو خوش کرنا چاہیے۔“

علامہ محمد طہان اشرف پروفیسر، الرشاد، مکتبہ ذخیرہ لاہور، ۱۳۵۱ھ / ۱۹۳۰ء

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

ہندو ذہنیت کی بہترین عکاسی کی ہے ”ان (ہندوؤں) کے نزدیک جانوروں

کی حیثیت و حفاظت و امانت کی سمجھت ہے مگر مسلمانوں کی زندگی یا دینی سے تشا

(بقیہ صفحہ برصغیر آئندہ)

در حقیقت ہندوؤں کو جب بھی مواقع ملا، انہوں نے اپنے اس اعتقاد کو عملی جامہ پہنانے سے گریز نہیں کیا۔ حضرت امیر ملت پرستہ جماعت علی شاہ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خادم ملشی تاج الدین احمد تاج مرحوم نے اسی قسم کا ایک واقعہ ان الفاظ میں نقل کر کے مسلمانوں کو ہندوؤں کی متحدہ قومیت کے فلسفے سے بچنے کی تلقین کی تھی۔۔۔

”علاقہ بہار میں ہندوؤں نے محض قربانی گاؤں کو روکے بغیر مسلمانوں کے ایک مذہبی اور دینی شعور کو قطعاً بند کرنے کے لیے ہزاروں کی تعداد میں اور لشکروں کی صورت میں بھیج کر ہر طرح کے اسلحہ جات سے مسلح ہو کر اور گھوڑوں اور ہتھیاروں پر سوار ہو کر ہزاروں مسلمانوں کو زخمی اور قتل کیا۔ ایک پنیں دو پنیں، مسلمانوں کے ایک سو چالیس گاؤں اور دو ہزار سات سو

(بقیہ جاشیر صفحہ سالہجہ) ڈالنے کے قابل، اسی پر وہ حمل کر رہے ہیں۔ (گجرات)  
(افاضات صدرا لافاضل ص ۱۱۱)

سنہ آج بھی کہیں قتل مسلم کی مشق کو ہی جاو، ایک ہندو نے انوار آزادی لکھوں لکھوں کے مسلمانوں نے راتوں رات لکھوں لکھوں کو کے کھا ڈال دیے۔ بس پھر کیا ہے۔ ہندو سوسا مسلمانوں پر پل پڑتے ہیں۔ اسی کے بعد عزت و شرافت اور انانیت کے تمام تقاضے بالذات طاق رکھ دیئے جاتے ہیں وادارہ ہفت روزہ خدام ادیب لاہور، امداد، ۱۹۶۱ء (ص ۱۱۱)

ان ہی خیالات کا اظہار ہندوستان جو اہر وال شہر نے تقسیم ہند کے بعد اپنے ایک انٹرویو میں کیا تھا، دیکھئے۔۔۔

R K Karanjai : The Mind of Mr. Nehru. George Allen and Unwin Ltd London 1961 Page - 65.

سید محمد عثمان اشرف، پروفیسر، الرشاد، مکتبہ و منویہ (بقیہ جاشیر صفحہ ۸۹)

مکانات اس پیدروی کے ساتھ ٹوٹے کر جن کی تفصیل سے کلچر سنڈ کو مانا ہے۔  
 مسلمانوں کے مکانات کا لوٹا ہوا حال ظالم ہندو ہاتھیوں پر لاد کر لے گئے۔  
 مسلمانوں کی لاکھوں روپیہ کی جائیداد آپ (رضی اللہ عنہ) کے ہندو دوست  
 کئی دن تک لٹاتے رہے۔ مسلمانوں کے لاقعد مکانات کو آگ لگا کر خاک  
 سیاد کر دیا۔ اگر کسی غریب مسلمان نے ڈر کے سارے اپنے برتن کسی کو نہیں  
 میں چھینک دیتے تو آپ کے ہندو دوستوں نے پتہ لگا کر وہاں سے بھی نکال  
 لیے۔ آپ کے ہندو دوستوں نے مسلمانوں کی کئی زندہ گائیں جلا دیں۔ آپ  
 کے ہندو دوستوں نے لاقعد مسلمان عورتوں اور لڑکیوں کی عصمت زوری کی۔  
 آپ کے ہندو دوستوں نے مسلمانوں کی پانچ عایشان مسجدیں شہید کر دیں اور  
 باقی تمام علقے میں کوئی ایسی مسجد نہ چھوڑی کہ جس کی بے حرمتی نہ کی گئی اور  
 اس کو جگہ جگہ سے منہدم نہ کیا گیا ہو۔ آپ کے ہندو دوستوں نے مسلمانوں کے  
 قرآن مجید چھڑا چھڑا کر ایسے پرزے اڑائے کہ مسلمانوں کے پاس بڑھنے کے  
 لیے قرآن خمریٹ کا ایک نسخہ بھی نہ رہا جس پر ان مضمونوں نے ہندو علقے کے  
 مسلمانوں سے درخواست کی کہ ہمیں پڑھنے کے لیے قرآن مجید بھیجے جائیں آپ  
 کے ہندو دوستوں نے ہندو ہزار مسلمانوں کو خانماں بردار کر دیا جن کے پاس  
 سر جھپانے کی جگہ نہ رہی۔

سیدی علامہ مولانا ابوالبرکات سید احمد رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے  
 تلمیذ اور مشہور ادیب مولانا حافظ مظہر الدین مرحوم نے سوال کیا کہ ہندو

دینی حاشیہ صفحہ ۱۲۹ لاہور ۱۳۸۰ھ / ۱۹۶۱ء ص ۶۵۔ سید امیر الرحمن بھاری  
 اسلام اور خدا پسند عالم، نیو یارک پبلس لاہور۔ ص ۲۰۰  
 دینی حاشیہ صفحہ ۱۲۹، علامہ حلیہ دہری مسجد کی شہادت کا بیان کہ واقعہ بھی اسی کیفیت کا آواز  
 نبوت ہے (مرتب غفرلہ)۔ تاج الدین احمد تاج، نقی، (دینی حاشیہ صفحہ ۱۲۹)۔

مسلم اتحاد کے زمانے میں آپ نے فریجہ لگائے پر اتنا زور کیوں دیا تھا، لگائے  
کا گوشت کھانا کوئی ضروری تو نہیں، اور شاؤ فرمایا کہ "مستحب جب  
نہ صرف مشابہا جارہا ہو بلکہ اسے حرام قرار دیا جاوے ہو تو اس کا تحفظ ضروری  
ہو جاتا ہے۔ ایسے عالم میں مستحب مستحب نہیں رہتا بلکہ واجب ہو جاتا ہے" اس  
مولانا عبدالقدیر بدایونی رحمۃ اللہ علیہ، مسٹر گاندھی کے نام ایک خط  
خط میں لکھتا رہا ہے۔

"ہمارے مذہب کی رگوں سے شاعرانہ کو دنیاوی وجاہت یا فقیہ  
کے عرصے میں بیج کر دینا ہرگز جائز نہیں قرآن پاک میں اس کی جا بجا تہدید آئی  
ہے اور ایسا کرنے والوں کے لیے نہایت سخت وعیدیں مذکور ہیں۔ ایسی حالت  
میں یہ خوب سمجھ لینا چاہیے کہ لگائے کی قرآنی سے جو بغوائے، والہی جہلہ  
من شاعرانہ، ہمارا مذہب ہی جی ہونے کے علاوہ شاعرانہ سے ہے۔ ہم اس  
بناو پر دست بردار نہیں ہو سکتے کہ اس کے عرصے میں ہندو ہم سے خوش ہو  
کہ ہمارے بہت سے سیاسی مطالبات کو تسلیم کر لیں گے یا کسی خاص مسئلہ میں  
ہمارا ساتھ دیں گے" اسے

علیٰ اعظم ہند حضرت شاہ محمد منظر اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ہندو بہت  
کا تحزیب اپنے فتویٰ میں ان الفاظ میں کیا۔

"اور یہ خیال کہ محض ہندو کی خوشی حاصل کرنے کے لیے اسی لگائے کی  
قرآنی کا ترک مقصود ہے اور کسی کی خوشی حاصل کرنا تو کوئی جرم نہیں،

دقیقہ صفحہ ۱۵۲ (۱۵۲) ہندو مذہب سے ترک عادات ایک تہذیبی لاپرواہی ۱۹۵۲ء ۱۹۵۲ء

(حاشیہ صفحہ موجود) ۱۵۲ ماہنامہ ہندوستان (لاہور) مئی ۱۹۵۹ء صفحہ ۱۵۲

جفری، اور ان کے گشتہ، محمد علی ایکٹھی لاہور ۱۹۶۵ء صفحہ ۳۵۳



تو اول تو حق تعالیٰ کی نافرمانی کے مقابلے میں کسی کی رضا کی طلب خود ہی  
 حرام ہے، دوسرے وہ شخص اتنی بات ہے کہ آپ ذبیحہ کاؤ کو ترک کر دیں  
 پوری طرح خوش بھی نہیں ہو سکے کہ حقیقت میں ان کو صرف گائے کی  
 قربانی کا ترک مطلوب نہیں بلکہ ایک بہت بڑی مہتم بالشان قربانی مطلوب  
 ہے یعنی "ایمان" کی قربانی، بعد تعالیٰ، و ذوالکبر و جلال یعنی ان کی خوشی  
 تو اس میں ہے کہ تم کسی طرح کافر ہو جاؤ۔" سہ

ذبیحہ گائے کے مخالف اور متحدہ قومیت کے حامی مولویوں اور لیڈروں  
 کا اتفاق کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نور الدین مرقدہ کے خلیفہ  
 حضرت عبدالقادر فاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی مرحوم نے ہمامہ السواد  
 العظیم (مراد آباد) جمادی الاول ۱۳۳۵ھ میں تحریر فرمایا :-

"یہ سخت خطرہ کا وقت ہے، کہلاتے ہیں، لیڈر ان اسلام اور کام  
 کرتے ہیں کھار کے، کبھی ہندوؤں کا آلہ کار بننے میں تو قربانی کاؤ کے مخالف  
 گمشدہ جاری ہیں۔ پنج پنج کر تقریریں کی جا رہی ہیں، کتا ہیں لکھی جاتی  
 ہیں، اخباروں کے کالم کے کالم سیاہ کیے جاتے ہیں، مسلمانوں کو قربانی سے  
 روکنے کے لیے مسلم ناجا جعتیں میدان میں اتر آتی ہیں، کبھی مسجدوں کے سامنے  
 باجر بکھانے کی جذبہ ہندوؤں کی موافقت کی جاتی ہے۔ کبھی مظلوم مسلمانوں  
 کو ان کے مطالبات سے دستبردار ہونے پر زور دیا جاتا ہے، کبھی قرآن اسلام  
 کی پیشانیوں پر ٹیکے لگوائے جاتے ہیں۔ جیسے پردائی جاتی ہے، ارنجیاں  
 اٹھائی جاتی ہیں، کبھی بتوں کے جلوسوں میں شرکت کی جاتی ہے، غبرے لگائے  
 جاتے ہیں، کہیں بتوں کے درختوں کے لیے مسلمانوں سے رسیں ادا کرائی جاتی ہیں

محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر، تذکرہ منہج مسعود، مدینہ منورہ

پیشین کرلی جی ۱۹۹۹ء ۵۲

کہیں مرے ہوئے ہندوؤں کو مرحوم اور شہید لکھا جاتا ہے، ان کو جیسی کہا جاتا ہے، کفار کے مقبول بارگاہ ہونے کا یقین دلایا جاتا ہے۔ رام اور کرشن کو بھی اور پیغمبر بنایا جاتا ہے۔ یہ کام وہ لوگ کرتے ہیں جو اسلام کے فقط دعویدار ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کی رہنمائی کے مدعی اور ان کے لڑے لڑتے ہیں۔ بہت سے لوگ علمائے اور جیسے پہن کر علم و ادب کا وضع بنا کر یہ کام انجام دیتے ہیں؟

۱۰ علماء کرام کی بات آگئی تو یہاں خود بخود یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر کیوں یہ حضرات کانگریس کی حمایت کرتے تھے۔ بعض لوگ ان کے خلوص میں شک کی سختی سے تردید کرتے ہیں اور بعض بہت آگے چلے جاتے ہیں، قطع نظر ان باتوں کے ہم ان کے متعلق قائد اعظم محمد علی جناح کی اٹھ تقریر کا ایک اقتباس نقل کرتے ہیں جو روزنامہ انقلاب ۵ جنوری ۱۹۴۷ء، شائع ہوا تھا۔

”اس کا سیاسی کیریئر سب سے آج سے چند روز پہلے یہ لوگ مسلم لیگ کی حمایت میں میری ہدایت کے مطابق کام کر رہے تھے، مجھے اپنے جلسوں میں لے جاتے تھے، میرے لکھے ہوئے ریزولوشن پاس کرتے تھے، ان میں سے بعض لوگوں کے خطوط میرے پاس موجود ہیں، ان لوگوں نے مجھ سے روپیہ طلب کیا لیکن میں نے کہا کہ ابھی مسلم لیگ کے پاس کوئی مستقل مسئلہ

نہ یہ شغل بعد میں بھی جاری رہا۔ ابوالکلام آزاد کے سیکرٹری ہمایوں کیڑی نے گاندھی کے مرنے کے بعد اچھے انسانیت کو مستعد کرنے والا شہید لکھا دیکھئے

G. H. Philips : The Partition of India, George Allen and Unwin Ltd. London, 1970. Page - 405.

مفت محمد نعیم الدین مراد آبادی، مولانا، مجموعہ انعامات صدقہ الفضل مطبوعہ مکتبہ

نہیں ہے۔ آپ ذرا ایشاد و قربانی سے کام لیجئے وقت گئے گا کہ آپ کے مصارف ادا کر دیتے جائیں گے۔ ان میں سے بعض میرے پاس بھی گئے تھے لیکن روپے کی طرف سے مایوس ہو کر یہ کہتے ہوئے واپس چلے گئے کہ اب ہم کانگریس کی حمایت میں کام کریں گے۔

آئیے اب دیکھتے ہیں مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نقطہ نظر کیا تھا، سب سے پہلے ہم دو استفتاء مع ضروری اقتباسات و جوابات نقل کرتے ہیں جو امام احمد رضا فاضل بریلوی کے پاس آئے تھے:

۱۔ نا میں سے ایک استفتاء کے الفاظ سے مترشح ہوتا ہے کہ مرتب نے الفاظ کے سیر بھر سے اپنا مقصد حاصل کرنے کی کوشش کی ہے لیکن چونکہ فاضل بریلوی تیس سرۃ ایک حق مسمیٰ تھے اور کافی غور و فکر کرنے کے بعد جب محکم طہیان حاصل ہو جاتا تو کسی معلولت کی پرواہ کئے بغیر شریعت کے عین مطابق فتویٰ دیتے۔ اسی محاذ پر قویہ کی وجہ سے وہ دوسرے مفتوں کی طرح دھوکہ دینے لگے۔

**استفتاء نمبر ۱۷۰۴ فرم مسلم لیگ بریلی شاخ** | دو کیا فرماتے ہیں

ترجیح متین اس بارے میں کہ آج کل ہندو کی طرف سے نہایت سخت کوششیں امر کی جا رہی ہے کہ ہندوستان کے گاؤں گھنٹی کی رسم موقوف کرادی جائے اور اس غرض سے انہوں نے ایک بہت بڑی عرصداشت کو رنٹ میں پیش کرنے کے لیے تیار کی ہے جس پر کہ دوڑوں بارشہ گان ہندوستان کے دستخط کر لئے جا رہے ہیں۔ بعض ناواقفین اندیش مسلمان بھی اس عرصداشت پر ہندوؤں کے لئے سختے سے دستخط کر رہے ہیں، ایسے مسلمانوں کی بابت شرع شریف کا کیا حکم ہے

اور اس مذہبی رسم کے جو شمار اسلام میں سے ہے، بند کرانے میں مدد دینے والے گنہگار اور خدا اللہ مواخذہ دار ہیں یا نہیں؟

**الجواب :-** "فی الواقع کچھ دشمنی ہم مسلمانوں کا مذہبی کام ہے جس کا حکم ہماری پاک مبارک کتاب کلام مجید رب الارباب میں معتقد و جگہ موجود ہے۔ اس میں ہندوؤں کی امداد اور اپنی مذہبی معززت میں گمشدگی اور قانونی آزادی کی بندش نہ کرنے کا منکر وہ جو مسلمانوں کا بدخواہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ فقیر احمد رضا قادری غفرلہ لے

**استفتاء نمبر ۲** کیا فرماتے ہیں علمائے دین مذہب حنیف اس مسئلہ میں کہ کچھ دشمنی کوئی ایسا امر ہے جس کے نہ کرنے سے کوئی شخص دین اسلام سے خارج ہو جاتا ہے یا اگر کوئی شخص معتقد اباحت ذبح ہونے والی گائے گوشت کھانے کی بجائے گوشت نہ کھایا ہو، ہرچند کہ اکل اس کا جائز جانتا ہے تو اس کے اسلام میں کوئی فرق نہ آئے گا اور وہ مسلمان کامل رہے گا۔

کچھ دشمنی کوئی واجب فعل ہے کہ جس کا تارک گنہگار ہوتا ہے یا اگر کوئی شخص کچھ دشمنی نہ کرے، صرف اباحت ذبح کا دل سے معتقد ہو تو وہ گنہگار نہ ہوگا، جہاں بلا وجہ اس فعل کے ارتکاب سے دوران فتنہ و فساد اور مفسد بہ ضرر اہل اسلام ہوا اور کوئی فائدہ اس فعل پر مرتب نہ ہو اور عہد اوی اپنی اسلام بھی نہ ہو تو وہ کمال بد میں وجہ اس فعل سے کوئی باز رہے تو جائز ہے یا یہ کہ بسبب ایسی حالت میں بقصد انارت فتنہ و فساد ارتکاب اس کا واجب ہے اور قربانی اور غنٹ کی بہتر ہے یا کائے کی۔

پیشوا توجہ دوا۔ المراد آباد سوال ۱۲۹۸ھ ملے

لے احمد رضا خان، عماد، الفضل، البکر فی تفریان، البقرہ، مطبع اہل سنت و جماعت بریلی ۱۳۱۵ھ  
ت محمد عبد اللہ، خورشید شاہ، پوری، مولانا، بریلی، موزیر، جلد ۱۰، مکتبہ طبعیہ، ۱۹۷۲ء، ص ۲۱۵

امام احمد رضا نور اللہ مرقدہ نے اپنی مومنہ قرابت و بصیرت سے جس طرح جواب دیا، اس سے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں :-

① "گاؤ کشی اگرچہ بالتخصیص اپنے نفس ذات کے لحاظ سے واجب نہیں، نہ اس کا تارک باوجود اعتقادِ ابا حنہ بنظر نفس ذاتِ فعل گنہگار نہ ہماری مشریت میں کسی خاص شے کا کھانا یا پینے کا حق منکرانِ وجہ سے صرف اس قدر ثابت ہوا کہ گاؤ کشی جاری رکھنا واجب بعینہ اور اُس کا ترک حرام بعینہ نہیں، یعنی الذکے نفس ذات میں کوئی امران کے واجب یا حرام کرنے کا مقتضی نہیں لیکن ہمارے احکام مذہبی صرف اسی قسم کے واجبات و محرمات ہیں منحصر نہیں بلکہ جیسا ان واجبات کا کرنا اور ان محرمات سے بچنا ضروری و جمعی ہے، یوں ہی واجبات و محرمات غیرہ میں بھی احتمال و اجتناب اشد ضروری ہے جس سے ہم مسلمانوں کو کسی طرح مضر نہیں اور ان سے بالجبر باز رکھنے میں بے شک ہمارے مذہبی توہین ہے جسے حکام وقت بھی رد و انہیں رکھ سکتے۔ ہم ہر مذہب و ملت کے عقائد سے دریافت کرتے ہیں کہ اگر کسی شہر میں بہ زور مخالفین گاؤ کشی قطعاً بند کر دی جائے اور بلحاظِ ناراضی ہنود اس فعل کو ہماری مشرتا ہرگز اس لئے باز رہنے کا ہمیں حکم نہیں دیتی، ایک قلم موقوف کیا جائے تو کیا اس میں :-

ذلتِ اسلام مقصود نہ ہوگی :

● کیا اس میں خواری و منلوہی مسلمین نہ سمجھی جائے گی :

● کیا اس وجہ سے ہنود کو ہم پر گروہیں و راز کرنے اور اپنی

چیمہ دستی پر اعلیٰ درجہ کی خوشی ظاہر کر کے ہمارے مذہب و اہل مذہب کے ساتھ شہادت کا موقع ملتا نہ آئے گا :

● کیا بلاوجہ و جہد اپنے لیے ایسی دلت و ذلت اختیار کرنا اور

دوسری کو دینی مخلوق سے اپنے اوپر ہنسوانا ہماری شرع مطہر جائز فرماتی ہے۔ — ۹

حاشا دکلا، حاشا دکلا، ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ ہماری شرع ہرگز ہماری ذلت نہیں چاہتی نہ یہ متوقع کہ حکام وقت صرف ایک جانب کی پاسداری کریں اور دوسری طرف کی توہین و تذلیل روا رکھیں، سائل لفظ ترک کھتا ہے یہ صرف منہا اور دھوکہ ہے۔ اٹھی نے ترک اور کف میں فرق نہ کیا، کسی فعل کا نہ کرنا اور بات ہے اور اس سے بالغ قصد ہار نہ ہنا اور بات، ہم پوچھتے ہیں کہ اس رسم سے جس میں حد لمنا فیع ہیں، ایک قلم اعتناع آخر کسی وجہ پر مبنی ہو گا اور وجہ سوا اس کے کچھ نہیں کہ ہنود کی ہٹ پوری کرنا اور مسلمانوں نہ صرف مسلمانوں بلکہ تمام انسانوں کے اسباب معیشت میں کمی یا تنگی کر دینا ہے۔

⑤ ”باقی رہا سائل کا یہ کہنا کہ ”اس فعل کے ارتکاب سے ثوران فتنہ و فساد ہو“ ہم کہتے ہیں جن مواضع میں مثل بازار و شارع عام وغیرہا کاؤ کشی کی قانونی مخالفت ہے، وہاں جو مسلمان لگائے نہ نکالے گا البتہ انمارت فتنہ و فساد اس کی طرف منسوب ہو سکتی ہے اور وہ قانوناً مجرم قرار پائے گا اور اس امر کو ہماری شرع مطہر بھی روا نہیں رکھتی..... اور جہاں قانوناً ممانعت نہیں وہاں اگر ثوران فتنہ و فساد ہو گا تو لا جرم ہنود کی جانب سے ہو گا، اور جرم اپنی کا ہے کہ جہاں نہ نکالنے کی اجازت ہے وہاں بھی نہ نکالیں گے دیتے..... اور اگر ایسا ہی خیال ہنود کے فتنہ و فساد کا شرع ہم پر واجب کیسے گی تو ہر جگہ کے ہنود کو قطعاً

اس رسم کے اٹھا دینے کی سہلی تدبیر طے آئے گی، جہاں چاہیں گے فتنہ و فساد برپا کر دیں گے اور بڑے علم جہاں شرع پر ترک واجب کر دے گی اور اس کے سوا ہماری جس رسم مذہبی کو چاہیں گے اپنے فتنہ و فساد کی بنا پر بند کر دینگے۔۔۔۔۔ بالکل خلاصہ جواب یہ ہے کہ بازار و شہار عام میں جہاں قانون ممانعت ہے، ہر اور جہالت ذبح گاو کا مرنکب ہونا بے شک مسلمانوں کو توہین و ذلت کے لیے پیش کرنا ہے کہ شرعاً حرام اور اس کے سوا جہاں ممانعت نہیں دلوں سے بھی بازار ہونا اور ہندو کی بے جا سہٹ بھار رکھنے کے لیے ایک قلم اس رسم کو اٹھا دینا ہرگز جائز نہیں ہو سکتا۔

بعض قوم پرست مسلمان رہنماؤں اور "علماء و کرام" نے جب تحریک ترک مسلمات کے دوران ذبح گاو کے سلسلے میں ہندوؤں کی دلوں میں ملوثی شروع کر دی تو امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ان کے ان نئے دوستوں کے مظالم اور خطرناک عزائم سے آگاہ کرتے ہوئے بتایا :-

"کیا وہ ہم سے دین پر نہ لڑے؟ کیا قربانی گاو پر ان کے سخت ظالمانہ فساد پسندے پڑ گئے؟ کیا گوارہ اور کہاں کہاں کے ناپاک دیولاک مظالم جو ابھی ان سے ہیں دلوں سے نکلے ہوئے؟ بے گناہ مسلمان ہنریت سختی سے ذبح کئے گئے، مٹی کا تیل ڈال کر جلانے گئے، ناپاکوں نے پاک مسجدیں ڈھائیں، قرآن پاک کے پاک اوراق پھاڑے، جلانے اور ایسی ہی وہ باتیں جن کا نام لیے کچھ نہ آئے۔"۔۔۔

"یہ قربانی گاو کا مسئلہ ایسا ہی ہے، کون سا ہندو ہے جس کے دل میں اس کا نام سن کر آگ نہیں لگتی، کون سی ہندو زبان ہے جو گنڈر گنڈا کی ماہ نہیں

جیتی، کوٹنا شہر ہے جہاں اس کی سبھا یا اُس کے ارکان یا اُس میں چندہ  
 دینے والے نہیں، کیا یہ مقدس ہے مگر ہوں کے خون، یہ پاک مساجد کی  
 شہادتیں، یہ قرآنی مجید کی اطمینان انہیں ناپاک رکھتاؤں انہیں جھوٹے  
 سفاک سبھاؤں کے نتائج نہیں، نہ ہی ملے  
 ہاتھ کنگڑے کو آ کر سمجھایا ہے

اب جس شہر، جس قصبہ، جس گاؤں میں چاہو آزمادیکھو، اپنی مذہبی  
 قربانی کے لیے گائے بچھاڑو، اس وقت یہی تمہاری بائیں پسلی کے نکلے،  
 یہی تمہارے گے بھائی، یہی تمہارے منہ بولے بزرگ، یہی تمہارے  
 آقا، یہی تمہارے پیشوا، تمہاری ہڈی پسلی توڑنے کو تیار ہوتے ہیں یا نہیں؟  
 ان مستغرات کا جمع کرنا بھی جہنم میں ڈالیے، وہ جو آج تمام ہندوؤں اور  
 نہ صرف ہندوؤں، تم سب ہندو پرستوں کا امام ظاہر و بادشاہ باطن ہے  
 یعنی گاندھی صاحبؒ، کہہ چکا کہ مسلمان اگر قربانی کا ڈنڈہ چھوڑیں گے تو ہم  
 تلوار کے زور سے چھڑا دیں گے۔ اب بھی کوئی شک رہا کہ تمام مشرکین نے  
 ہندوینا میں ہم سے محاب ہیں؟" ملے

ایک اور موقع پر فرمایا کہ "اب لیڈر کہنے والے کمر لگو بھی اُن (ہندوؤں)  
 کے ساتھ ہو گئے، لاجرم مسلمانوں پر بحکم شرع واجب ہوا کہ قربانی کا ڈنڈا کے اہتمام  
 اجرائیں انتہائی گوشش کریں۔" ملے

ملے ابوالکلام آزاد کا خیال تھا کہ "مشرک گاندھی نے جنگ آزادی میں اپنی جان اور مال  
 دونوں نذر دیے ہیں وہ فی الحقیقت "مجاہد فی سبیل اللہ" ہیں اور ہا نفسہ دیا مولانا  
 کے ہر دو مراحل جہاد مقدس سے گزر چکے ہیں، یہ (مشرک گاندھی) حق و عدالت کا عجیب  
 پسہ سالہ ہے (مجاہد طلوع اسلام (دہلی)، محرم الحرام ۱۳۵۸ھ کو مارچ ۱۹۳۶ء میں)  
 ملے محمد عبدالحکیم اختر صاحب پٹنوی مولانا ربانی دہلوی مولانا محمد علی صاحب دہلوی ۱۹۷۱ء و ۱۹۷۲ء ۱۱۸۰



تحریر یک ترک موالات کے دوران ہی فاضل بریلوی نے بیچہ گاؤں سے متعلق بعض حضرات کے غیر شرعی بیانات پر شدید گرفت کی اور نبوت میں کوئی اکابر علماء کے فنا دی بھی پیش کئے لیکن بحرفِ طوالت انہیں قلمزد کر ستم ہوئے ہم ایک من تحریک الزام کا رد ان ہی کے الفاظ میں پیش کرتے ہیں :-

”یہ شدید بدگمانی کہ ”معاذ اللہ“ ترک قربانی گائے کا منشا مجھے یقینی طور سے معلوم ہوا ہے کہ خلافت کیسی میں رکاوٹ ہو اور امداد لئے خلافت کی تائید اور تفرقہ پر دازی سے فائدہ اٹھایا جائے“ ”کیسا اشد حرام ہے واللہ عزوجل فرماتا ہے: ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ أَشَدُّ مِنَ الْبَيِّنَاتِ“

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

”يَا كُفَّهِ الظَّنِّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْعَدِيثِ أَوْثَرُ السَّارِ“  
 شرح صحیح بخاری میں حضرت سیدی زروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔  
 ”الظن الخبيث لا يثبت الا من القلب الخبيث“

اور پھر اپنی بدگمانی کو یقین بنانا اور سموت جرات، مطلب یہ کہ مسلمانوں پر فساد برپا کرنے کی خبیث ہمت سے ڈر کر چپ ہو بیٹھیں اور دل کے پیارے آنکھوں کے تار سے لگاؤ لے دوں گے ہندو بھارتوں کا کام بن جائے دشوار اسلام ہندوستان سے فنا ہو جائے، انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کی درج ذیل بدگمانی پر سختی سے تھیں یا نہیں لیکن حضرت کے افکار و نظریات نے مجموعی طور پر جو خطا قائم کر دی تھی، اس تناظر میں

(بقیہ صفحہ ۱۰۰ پر) محمد مصطفیٰ رضا خان مفتی اعظم ہند، الدار الذی حقاً قل ابن ابی السلیمن

لاہور، ۱۳۴۵ھ/۱۹۲۶ء، دارالافتاء دارالعلوم، لاہور، ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء

قائم کے صرف دو ارشادات ملاحظہ فرمائیں : —

ہندوؤں اور مسلمانوں کا بنیادی فرق واضح کرنے کے لیے متبرا غلط  
رحمۃ اللہ علیہ بر ملا کہتے تھے : —

”ہندو لگنے کو بوجھتے ہیں اور مسلمان اس کا گوشت کھاتے ہیں؟“  
ایک اور موقع پر فرمایا : —

”I hate all this Hindus nonsense about cows being sacred and the Hindus telling us that we Muslims have no right to kill them for beef“.

**ترجمہ :-** مجھ ہندوؤں کی اس احمقانہ بات سے نفرت ہے  
کہ گائیں مقدس ہیں اور یہ کہ ہندو ہم مسلمانوں کو بتاتے ہیں کہ ہمیں کوئی حق  
نہیں پہنچا کہ گوشت کے لیے انہیں ذبح کریں؟“  
آخر میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اس اپیل پر تحریر ہوا  
کا اختتام کرتا ہوں : —

”تبدیل احکام الرحمن اور اختراع احکام الشیطان سے ملحقہ اٹھاؤ،  
مشرکین سے اتحاد توڑو، مرتدین کا ساتھ چھوڑو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
کا دامن پاک اپنے سایہ میں لے، دنیا نہ ملے نہ ملے روین تو ان کے صدقے  
میں ملے۔“

وما علینا الا البلاغ المبین

مہر نیکل احمد ضیاء، البرائت کام زر کے افکار، فائنٹ پریس کراچی، ۱۹۷۸ء ص ۱۲۱

William L. Shireen: Gandhi A Memor, sphere Books Ltd. London,  
1981 Page 120).

سے رئیس احمد جعفری، اوراقِ گم گشتہ، محمد علی ایکڈمی لاہور، ۱۹۶۸ء، ص ۳۰۴-۳۰۵

# ماخذ و مراجع

نمبر شمار	مصنف / مرتب	نام کتاب	ناشر	سین جی
۱	ابوالاعلیٰ مودودی	آفتاب تازہ	ادارہ معارف اسلامی لاہور	۱۹۹۳ء
۲	آزاد ابوالکلام	انڈیا و نر سہریدم (انگریزی)	اورینٹل بکسٹن لیمٹڈ مدرا اس	۱۹۸۸ء
۳	احمد رضا خان، الم	افضل الشکر فی قرآن البقر	مطبع اہل سنت لہجات بریلی	-
۴	احمد سعید	قائم اعظم مسلم پریس کی نظر میں	قائم اعظم اکیڈمی کراچی	۱۹۸۱ء
۵	امرو الرحمن بکازی	اسلام اور مذہب عالم	نیو بک پبلیس لاہور	-
۶	انوار الحسن	تجلیات عثمانی	مطبوعہ سلطان	-
۷	ایچ بی خان	برصغیر پاک و ہند کی سیاست میں علی واکا کردار	قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ و ثقافت اسلام آباد	۱۹۸۵ء
۸	برطان الدین احمد فاروقی	حضرت شیخ احمد سرمدی کا نظریہ توحید	مکتبہ خانہ پنجاب لاہور	۱۹۳۷ء
۹	(Pendern Moon)	(Navell the Vicei oy's Journal)	(Oxford University Press Karachi)	۱۹۷۳ء
۱۰	(P. Hardy)	The Muslims of British India	(Pakistan Publishi House Karachi)	۱۹۷۳ء
۱۱	تاج الدین احمد تاج بخش	ہندوؤں سے ترک مواہات	مکتبہ رحمنیہ لاہور	۱۹۸۲ء

۵۱۹۶۰	ANCHOR BOOKS NEW YORK	The Discovery of India	(Jawaharlal Nehru)	۱۲
-	فیرڈ سٹز لاہور	قائد اعظم جارج ایک قوم کی سرگزشت	جی اے سی	۱۳
-	Eyre and Spottiswoode Publications Ltd. London.	India in Revolt	(J.F.C. Fuller)	۱۴
-	Books Traders Lahore	India Divided	(Rajendar Prasad Dr.)	۱۵
۵۱۹۶۱	George Allen and Unwin Ltd. London	(The Mind of Nehru)	R.K. Karla n(a)	۱۶
۵۱۹۶۸	مکتبہ عالم لاہور	تحریک ہجرت (۱۹۴۷ء)	دشید محمود راجا	۱۷
۵۱۹۶۸	محمد علی اکیڈمی لاہور	اوداق گم نشہ	رحیمی احمد جعفری	۱۸
۵۱۹۶۳	• • • •	علی برادران	• • •	۱۹
-	مقبول اکیڈمی لاہور	قائد اعظم اودان لاہور	• • •	۲۰
۵۱۹۷۰	George Allen and Unwin Ltd. London	(The Partition of India)	C.H. Philips	۲۱
۵۱۹۷۵	Government of Punjab Lahore	(A History of Non-coopera- tion)	(Superintend- ent Govt. Printing Lahore)	۲۲
۵۱۹۷۹	پبلشرز و بایڈ لاہور	جاستو قائد اعظم	سردار محمد خان، چوہدری -	۲۳

۲۴	شکیل احمد حیدر	ابوالکلام آزاد کے انکشافات۔	شہلی سلی کیٹرز کراچی	۱۹۸۸ء
۲۵	عبد الرشید ارشد	میں بڑے سلطان	مکتبہ رشید لاہور	۱۹۸۶ء
۲۶	عبد اللہ لداری	سودا جید سندھی کی سرگزشت کابل۔	قومی ادارہ عوامی تحقیق تاجک وشغاف اسلام آباد	۱۹۸۰ء
۲۷	کاش الہری	مسلم اتحاد	طرابلس پبلشنگ کمپنی لاہور	۱۹۳۳ء
۲۸	محمد کرام شیخ	رود کوثر	فیروز سنز لاہور	۱۹۷۰ء
۲۹	محمد امین زبیری	سیاست ملیہ	آتش نشان سلی کیٹرز لاہور	۱۹۹۱ء
۳۰	محمد سرور فیض	ادوات و لطائف مولانا جید سندھی	سندھ ساگر اکادمی لاہور	۱۹۸۷ء
۳۱	محمد سلیمان اشرف	الرشاد	مکتبہ رضویہ لاہور	۱۴۰۱ھ/
۳۲	محمد علی لکیم اختر	رسائل رضویہ جلد دوم	مکتبہ حامد میر لاہور	۱۹۸۱ء ۱۹۷۹ء
۳۳	محمد عدیل عباسی	تخریک خلافت	پروگریسو بکس لاہور	۱۹۸۶ء
۳۴	محمد مسود احمد	تذکرہ مظہر مسود	مدین پبلشنگ کمپنی کراچی	۱۹۶۹ء
۳۵	محمد مسعود احمد	مکتبہ باہام احمد ناصر تغییرات و تحلیلات	مکتبہ نبویہ لاہور	۱۹۸۸ء
۳۶	محمد مصطفیٰ رفیق	انٹاری الداری حق اول۔	انجمن ارشد المسلمین لاہور	۱۹۸۳ء

